ڈاکٹر عبدالمغنی

ڈاکٹر عبدالمغنی ریاست بہار کے دانشوروں اور تنقید نگاروں میں ممتاز ہیں۔ عہد حاضر میں شعروادب اور فکرونظر کو وسعت اور شفافیت کے ساتھ پیش کرنے والوں اور ایک مخصوص تنقیدی اصول کو مقبول بنانے میں ڈاکٹر عبدالمغنی کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ ان کے والد مولانا عبدالرؤف ایک معروف عالم دین تھے۔ ان کا تعلق ضلع اورنگ آباد (بہار) سے ہے۔ ڈاکٹر عبدالمغنی کی پیدائش وہیں 1934ء میں ہوئی تھی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ آگے کی تعلیم کے لئے انہوں نے مدرسہ شمس الہدیٰ میں داخلہ لیا۔ یہاں سے انہوں نے عالم کی سند حاصل کی۔ مدرسہ کی تعلیم کے ساتھ انہوں نے عصری تعلیم کی طرف بھی توجہ دی اور انگریزی میں ایم اے کیا۔ ملازمت کا وقت آیا تو انگریزی کے لکچرر کی حیثیت سے پٹنہ یونی ورسٹی کے پٹنہ کالج میں ان کا تقرر ہوا۔ بعد میں ان کا تبادلہ بی این کالج میں ہوگیا۔ جہاں سے وہ اپنی ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔

پروفیسر عبدالمغنی نے شعروادب کی متعدد اصناف کے بارے میں اپنے مطالعات پیش کئے ہیں۔ اقبال ان کا خاص موضوع رہا ہے، وہ تقریباً بیس کتابوں کے مصنف و مؤلف ہیں۔ زندگی اور ادب کے حوالے سے وہ ایک مخصوص تعمیری نقطہ نظر کے حامل تھے اور انہوں نے اسے کامیابی کے ساتھ اپنی تحریروں میں پیش کیا ہے۔ ان کی اہم ترین تنقیدی تالیفات میں جادۂ اعتدال، نقطہ نظر، معیار و اقدار، تشکیل جدید، اقبال اور عالمی ادب وغیرہ ہیں۔

پروفیسر عبدالمغنی کی وفات پٹنہ میں 5 ستمبر 2006ء میں ہوئی۔

ادب کی پہچان

ادب کو جانتے سبھی لوگ ہیں مگر پہچانتے بہت کم ہیں، ادب پڑھنے والوں کا حلقہ روز بہ روز بڑھتا جا رہا ہے لیکن ادب سمجھنے والوں کا حلقہ اسی نسبت سے گھٹتا جا رہا ہے۔ آج ناول، افسانہ یا رسالہ خاص کر ڈائجسٹ، ہر پڑھے لکھے آدمی کی میز پر مل جائے گا، مگر ان ادبی شکلوں کی قدر شناسی اس آدمی کے لئے بہت دشوار ہے، چنانچہ وہ ادب کے نام سے پڑھ تو لیتا ہے بازار میں چلتی ہوئی بہت سی چیزوں کو، لیکن یہ بھی نہیں جانتا کہ ان میں کون ادب ہے اور کون نہیں اور جو چیزیں واقعی ادب ہیں ان کے درمیان تنقیدی موازنہ اور ان کی باہمی خوبی و خامی کو سمجھنا تو اس کے لئے بالکل محال ہی ہے۔ اس صورت حال کے نتیجے میں آج ادب اور غیر ادب خلط ملط ہو کر رہ گئے ہیں۔

اس لئے بہت ضروری ہے کہ ادب کی پہچان پر گفتگو کی جائے۔ یہاں پہنچ کر ہمیں اپنی حقیقی مشکل کا احساس ہوتا ہے۔ گرچہ ادب کی تعریف و تشریح صدیوں سے ہوتی چلی آ رہی ہے اور اس موضوع پر بے شمار کتابیں اور مضامین لکھے گئے ہیں۔ مگر آج تک یہ تعین کرنا دشوار ہے کہ واقعتاً ادب کیا ہے، اس کی کیا حدیں ہیں اور کیا صفتیں؟ اس سلسلے میں سب سے بڑا اور بنیادی سوال یہ ہے کہ کیا کسی زبان میں لکھی جانے والی ہر علمی تحریر ادب ہے؟ کچھ لوگوں کا خیال یہی ہے کہ فلسفہ، معاشیات، دینیات اور اخلاقیات، تاریخ اور طبعیات وغیرہ علوم و فنون میں مختلف موضوعات پر جو کچھ بھی ادبیت کے ساتھ لکھا جائے، وہ ادب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ادب درحقیقت ایک اسلوب، ایک طرز بیان کا نام ہے، اس کا کوئی خاص موضوع اور مواد نہیں ہے۔ چنانچہ ادب کی تاریخوں میں ادبی اسلوب میں لکھی ہوئی ہر قسم کی تحریروں کو ادب کے ذیل میں درج کیا گیا ہے۔

دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ادب دراصل ایک خاص قسم کی تحریر کا نام ہے اور ادب کا صرف ایک خاص اسلوب ہی نہیں بلکہ ایک خاص مواد بھی ہے، یعنی ادب کے خام وسائل جو بھی ہوں مگر تخلیق کی شکل میں اس کا ایک مخصوص موضوع بھی ہے اور ہیئت بھی۔ بلکہ یوں کہئے کہ ادب کے کچھ خاص خاص موضوعات اور ہیئتیں ہیں، جن کا اظہار

کچھ متعین صنفوں میں ہوتا ہے، چنانچہ جو کچھ ان صنفوں میں لکھا جائے وہی ادب ہے اور جو کچھ ان صنفوں کے باہر ہے وہ ادب نہیں ہے۔ خواہ اس کے اندر کتنی ہی ادبیت پائی جائے، اس لئے کہ ادب ایک خاص شکل کا نام ہے، جیسے شاعری، ڈراما، ناول، افسانہ۔

اس نقطۂ نظر کے بھی دو مکتبِ فکر ہیں، ایک یہ کہ جو کچھ ادب کی مقررہ ہیئتوں میں لکھا جائے وہ ادب ہے۔ خواہ وہ جس معیار کا بھی ادب ہو۔ دوسرے یہ کہ ادب کی شکل میں نظر آنے والی ہر چیز ادب نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ادب صرف ایک بنی بنائی ہیئت کا نام نہیں، بلکہ یہ درحقیقت ایک خاص معیار ہے جو ادب کی کسی بھی ہیئت میں لکھنے والا خود ہی بناتا ہے۔ یعنی جب تک کسی تحریر میں تخلیقی انفرادیت نہ ہو وہ ادب صحیح اور پورے معنوں میں ادب نہیں ہے اور تخلیقی انفرادیت سے محروم تحریریں محض میکانکی اور مصنوعی ہیں۔ اس مکتبِ فکر کے مطابق رسمی، فرسودہ، سطحی اور سستی چیزیں ادب نہیں ہیں اور ادب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ تحریر میں تازگی، جدت، بلندی اور گہرائی ہو۔

ادب کا یہ آخری معیار بہت کڑا ہے اور اس تصور کے مطابق ادب کا دائرہ بہت ہی محدود ہو جاتا ہے لیکن اس معیار و تصور میں بھی مزید شدت پیدا کرنے والا ایک اور مکتبِ فکر ہے، وہ یہ کہ ادبی ہیئت کی تمام شرطوں اور تخلیق کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد بھی معیاری ادب قرار پانے کے لئے ضروری ہے کہ ایک تحریر اعلا سنجیدگی کی حامل ہو اور اس کے اندر تنقیدِ حیات پائی جائے، یعنی مکمل اور کامل ادب وہ ہے جس میں بہترین فن کا اظہار بہترین فکر کے ساتھ کیا گیا ہو، جس میں اسلوب کی نفاست کے ساتھ ساتھ موضوع کی متانت بھی ہو، جس میں مواد کی ثقاہت اور ہیئت کی لطافت دونوں موجود ہوں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر ادب کا ایک معیار متعین کرنا ہو تو ضروری ہوگا کہ ایک مکمل نمونہ ادب کی تعریف کی جائے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو ماننا پڑے گا کہ ادب کے دو اجزائے ترکیبی ہیں، ایک فکر، دوسرے فن اور ایک مکمل ادبی تخلیق اسی وقت بروئے کار آئے گی جب فکر اور فن دونوں ہی اعلیٰ درجے کے ہوں اور ان کے درمیان کامل ہم آہنگی بھی پیدا ہو جائے، اس طرح کہ دونوں ایک دوسرے میں پیوست اور ضم ہو جائیں اور اس ازدواج کے نتیجے میں ایک ناقابلِ تقسیم تخلیقی مرکب نمودار ہو، اور یہ مرکب زندگی اور ادب کی بہترین قدروں کا مظہر ہو، اس سے انسانی تہذیب کی جمالیات اور اخلاقیات دونوں کو فروغ ہو۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس معیار پر پوری اترنے والی تحریر ہی ادب ہے اور اس سے کم تر جو کچھ ہے وہ ادب نہیں ہے؟ میرا خیال ہے کہ ایسا سمجھنا صحیح نہ ہوگا۔ زندگی کے کسی بھی کام کا معیار اس کے کمال کو ظاہر کرتا ہے، جب کہ دنیا کی ہر چیز درجۂ کمال پر نہیں ہوتی، بلکہ اس درجے سے نیچے بھی چیزوں کا وجود ہوتا ہے۔ جس سے انکار کرنا حقیقت کے خلاف ہوگا۔ لہذا معیارِ کمال کی نشان دہی کرتے ہوئے بھی وجود کی پہچان بالکل ضروری ہے۔ سب سے پہلی چیز کسی ہستی کی بنیادی تعریف ہے، اس کے بعد اس کی تکمیل کا سوال پیدا ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں سب سے پہلا کام ادب کی نوعیت کا سراغ لگانا ہے۔ اس کے بعد اس کی قدر و قیمت متعین کرنے کی نوبت آئے گی، ادب کی پہچان کے بعد اس کی پرکھ ہو سکے گی۔ جب تک ادب کے عناصر معلوم ہوں اس کے اوصاف کا پتہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو ادب کو صرف دو حصوں میں تقسیم کرنے کی ضرورت ہوگی، ایک عام ادب اور دوسرے خاص ادب۔ عام ادب کے ذیل میں ہر وہ تحریر آجائے گی جس کے اندر ادبیت پائی جاتی ہو، خواہ اس کا تعلق فلسفہ و حکمت سے ہو یا سیاست و معیشت اور دینیات و اخلاقیات سے، جب کہ خاص ادب صرف ان تحریروں کو کہا جائے گا جو کسی مخصوص تخلیقی ہیئت میں لکھی گئی ہوں، جیسے ناول، افسانہ، شاعری اور ڈراما کی صنفیں۔ اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ عام ادب ایک علمی چیز ہے جب کہ خاص ادب ایک فنی چیز ہے۔

اب جہاں تک علمی ادب کا تعلق ہے اس کی صرف ایک پہچان ہے، وہ یہ کہ اس کے اسلوب بیان میں ادبیت پائی جاتی ہو، اس کے طرز اظہار میں محاورات، امثال، تشبیہات و استعارات اور تلمیحات و کنایات کی چاشنی ہو، مختصر یہ کہ ایک اچھی طرح لکھی ہوئی، دلچسپ اور خیال انگیز، موثر اور دل نشیں نثر ہو۔ دوسری طرف فنی ادب کی پہچان بس یہ ہوگی کہ فن کی جس صنف میں اس کی تخلیق کی گئی ہو اس کی مقررہ ہیئت کے مسلمہ اصول و قواعد کی پابندی اس میں بنیادی طور سے کی گئی ہو، خواہ اس پابندی کے علاوہ اس میں جدت و انفرادیت کا کوئی نشان نہ ہو اور خواہ ایک انفرادی اجتہاد کے ذریعے قائم شدہ روایت کی توسیع و تجدید کا کتنا ہی سامان کیا گیا ہو۔ ادب کی شکل میں پائی جانے والی اور فنی ضوابط پر پوری طرح اترنے والی ہر چیز یہ ہر حال ادب ہے، خواہ تنقید کی کسوٹی پر پرکھنے کے بعد ہم اس چیز کی اچھائی کا اعتراف کریں یا اس کی برائی پر اعتراض کریں۔

اس طرح ادب کی ایک بنیادی اور عمومی تعریف اور پہچان ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ سوال پھر بھی رہ جاتا ہے کہ اگر ادب ایک ذوقی اور تخلیقی چیز ہے تو کیا ہم ادب کی صرف اس پہچان پر اکتفا کر لیں اور اس کی پرکھ کی طرف کوئی

توجہ نہ دیں؟ یہ سوال بہت اہم ہے، اس لئے کہ پڑھنے والوں سے صرف ادب پڑھنے کی توقع نہیں کی جاتی ہے بلکہ یہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ وہ ادب کا تنقیدی مطالعہ کریں گے۔ اس سلسلے میں ادب پر خاص کر ادیب کے نقطہ نظر سے سوچنے کی ضرورت ہے۔ ادب کے کسی بھی معنی اور صنف پر لکھنے والوں کے بارے میں اصولی طور پر یہ فرض کیا جاتا ہے کہ وہ تخلیقی حس کے ساتھ ہی ساتھ ایک تنقیدی شعور بھی رکھتے ہیں، اس لئے کہ ادب کی تخلیق بہ ہر حال ایک ذمے داری کی بات ہے اور توقع کی جاتی ہے کہ جو شخص دنیا کے سامنے ادب پیش کرنا چاہتا ہے وہ صرف لوگوں کے سامنے اپنا دل کھول کر نہیں رکھ دے گا، بلکہ اپنے منتخب کیے ہوئے موضوع، اسلوب اور ہیئت کے بنیادی تقاضوں کے پیش نظر وہ شخص چھان پھٹک اور سوچ بچار کر کے کچھ خاص نکتے ایک مخصوص انداز میں بیان کرے گا، اس لئے کہ ادب بہ ہر حال محض زبان سے بالیدہ تر ایک اظہار خیال کا نام ہے، اور ہر تحریر ادب نہیں ہے، خواہ ادب کی جو بھی تعریف کی جائے، ادب کے کچھ نہ کچھ حدود اور خواص تو ہوں گے ہی، جن کی بنیاد پر ادب کو غیر ادب سے ممتاز کیا جا سکے گا۔ لہٰذا ضروری ہوگا کہ جو چیز غور و فکر سے لکھی گئی ہے اسے غور و فکر سے پڑھا اور سمجھا بھی جائے۔ اس طرح ادب کی پہچان کے ساتھ ساتھ پرکھ بھی کچھ نہ کچھ کرنی ہی پڑے گی اور جب پرکھی ہوئی پہچان کا معاملہ ہوگا تو ہمیں غیر معیاری اور سطحی چیزوں سے صرف نظر کر کے معیاری اور عمدہ چیزوں کی قدر شناسی کرنی ہی پڑے گی، تاکہ ادب کا معیار لکھنے اور پڑھنے والوں کے درمیان بہ ہر حال قائم رہے۔

لفظ و معنی

دانشور	۔	پڑھا لکھا ہونا، عقلمند، ذہین
نقاد	۔	وہ شخص جو تنقید لکھتا ہو، جانچ پرکھ کرنے والا
ممتاز	۔	سب سے الگ، دوسروں سے جدا ہونا، انتخاب کیا گیا، افضل
عہد حاضر	۔	وہ زمانہ جو چل رہا ہو، موجودہ دور
شعر و ادب	۔	شاعری اور وہ تخلیق جو ذہنی آسودگی پیدا کرے
فکر و فن	۔	سوچ، خیال، تخلیقی سوچ

وسعت	۔	پھیلاؤ
شفافیت	۔	صفائی، سادگی
مخصوص	۔	خاص
اصول	۔	قانون، معیار
مقبول	۔	ہردلعزیز، لوگوں میں پسند کیا جانے والا
موازنہ	۔	ایک سے دوسرے کا مقابلہ کرنا
باہمی	۔	آپسی، باہم، ایک دوسرے کے ساتھ
خلط ملط	۔	ملا جلا ہونا، ایک دوسرے میں الجھ جانا
تعین	۔	کسی چیز کی حد مقرر کرنا
خام وسائل	۔	وہ ذرائع جو معاون ہوں
ہیئت	۔	بناوٹ
تخلیقی انفرادیت	۔	فن کار کی اپنی پہچان، اس کی اپنی طرز
لطافت	۔	خوبصورتی، نزاکت
ناقابلِ تقسیم	۔	جس کو بانٹا نہ جاسکے، ٹکڑے نہ کیا جاسکے
قدروں کا مظہر	۔	خوبیوں کا مالک ہونا
تہذیب	۔	اپنی روایت سے جڑا ہونا
اخلاقیات	۔	اطوار کو سدھارنے والی اچھائیاں
ہستی	۔	زندگی، شخصیت، وجود
نوعیت	۔	قسم
اسلوب	۔	طریقہ، طرز
ضوابط	۔	قانون، اصول

ذوق	۔	رجحان
بالیدہ	۔	پختہ، تجربہ کار
صرفِ نظر	۔	توجہ سے ہٹانا، درگزر کرنا، کنارے کرنا

آپ نے پڑھا

- ہم ادب کی پہچان کس طرح کریں ایک فن کار اپنے فن کا نمونہ پیش کرتا ہے۔ وہ کتنا ادبی ہے۔ عبدالمغنی کا مضمون ادب اور اس کی پہچان میں مکمل زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ ہر تحریر ادبی نہیں ہوتی اور ہر ادب کا معیاری ہونا بھی لازمی ہے۔ ایک فن کار اپنا فن یا فنی نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے اور اس میں وہ کس موضوع کو پیش کر رہا ہے اور کس انداز میں پیش کر رہا ہے یہ بھی باتیں شامل ہوتی ہیں۔
- وہ فنی نمونہ جسے پڑھ کر ہمارے اندر سرور اور انبساط محسوس ہو اور ہم آسودگی کا احساس کریں وہ ادب میں شامل ہوتا ہے۔ ادب انسان کی ذہنی اور روحانی تربیت کرتا ہے یہ وہ شئے ہے جو تہذیب انسانی بھی سنا تا ہے اور ہمیں مہذب بنانے میں معاون بھی ہوتا ہے۔ اس طرح ادب ہمارے لئے تاریخی دستاویز بھی ہوتا ہے اور ہماری رہنمائی مستقبل میں بھی کرتا ہے۔

مختصر ترین سوالات

1. نصاب میں شامل مضمون 'ادب کی پہچان' کے مضمون نگار کون ہیں؟
2. ڈاکٹر عبدالمغنی کب اور کہاں پیدا ہوئے؟
3. ڈاکٹر عبدالمغنی کی دو کتابوں کے نام لکھئے۔
4. ڈاکٹر عبدالمغنی نے کس مدرسے میں کہاں تک تعلیم حاصل کی؟
5. ڈاکٹر عبدالمغنی نے اپنی ملازمت کا آغاز کس کالج سے کیا؟

مختصر سوالات

1. ڈاکٹر عبدالمغنی کی تنقید نگاری پر پانچ جملے لکھئے۔
2. 'ادب کی پہچان' پر مختصر روشنی ڈالئے۔
3. 'ادب کی پہچان' کے حوالے سے ادب کی مختصر تعریف لکھئے۔

طویل سوالات

1. ڈاکٹر عبدالمغنی کی تنقید نگاری پر تفصیلی روشنی ڈالیے۔
2. 'ادب کی پہچان' کے حوالے سے ادب کے تعلق سے مختلف نظریات بیان کیجیے۔
3. اردو ادب میں تنقیدی روایات کا جائزہ لیجیے۔

آیئے، کچھ کریں

1. ڈاکٹر عبدالمغنی کی مطبوعات کی ایک فہرست تیار کیجیے۔
2. ڈاکٹر عبدالمغنی کی شخصیت اور ادبی خدمات پر ایک مذاکرہ کیجیے۔

ABDIEL SOLUTIONS ABSOL PATNA